ہے۔ چونکہ ہمارے ہاں قرآن کریم اور سنت رسولؐ کو براہ راست مطالعہ کرنے کا رواج بہت کم ہے' اس لیے بہت سی ایسی باتیں جن کی بنیاد قرآن و سنت پر نہیں ہے' رواج پا گئی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ شادی کے بعد لڑکی کے والدین یا بہن بھائی سے اس کا رشتہ کمزور ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم نے اس طرز عمل کو ''قطع رحمی'' سے تعبیر کیا ہے جو ''صلہ رحمی'' کی ضد ہے۔

ہم اپنے معاملات کے حوالے سے اکثر یہ بات بھول جاتے ہیں کہ اسلام بنیادی طور پر اخلاق' معروف' بر' رضائے الٰہی اور خوفِ الٰہی کا نام ہے اور قانون محض اخلاقی اصولوں کی پیروی کرتا ہے۔ چنانچہ اخلاق کا مطالبہ یہ ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی کے والدین اور بھائی بہنوں کے ساتھ اپنے والدین اور بھائی بہن کی طرح عزت و احترام و محبت سے پیش آئے۔ صلبی و نسبی رشتوں کے احترام میں کوئی فرق اسلام تسلیم نہیں کرتا۔ دین نے جو حدود شرم و حیا اور حجاب کی مقرر کر دی ہیں ان میں غلو کرنا دین کی روح کے منافی ہے۔ جہاں تک مہر کا تعلق ہے یہ ایک لڑکی کا حق ہے اور نکاح سے قبل دو خاندانوں کے باہمی اتفاق سے طے پانا چاہیے۔ اسلام نے مہر کی رقم پر کوئی پابندی نہیں رکھی ہے۔ یہ کم سے کم بھی ہو سکتا ہے اور زیادہ سے زیادہ بھی۔ لیکن دونوں شکلوں میں اس کا مقصد وہ تحفہ ہے جو دلہن کو خلوص نیت کے ساتھ استقبال کرتے وقت عملاً دیا جائے اور محض لوگوں کو دکھانے کے لیے بطور ایک اعلان نہ ہو۔ نکاح سے قبل دونوں خاندان جس رقم پر بھی چاہیں اتفاق کر لیں' اس پر بعد میں غور کرنا مناسب نہیں۔

سالی اور دیور دونوں کے حوالے سے احادیث سے جو ہدایت ہمیں ملتی ہے اس میں جسمانی تعلق (body contact) کو ممنوع قرار دیا گیا ہے' جب کہ ہمارے ہاں بہت سے خاندانوں میں اسے ایک طرح کی بے تکلفی سمجھا جاتا ہے جو شرعاً درست نہیں ہے۔ اگر دو تین گلی کے فاصلے پر لڑکی کی والدہ کا گھر ہو اور اس علاقے میں کسی فساد کا خطرہ نہ ہو تو ایک فرد کو اپنی بیوی کے ماں کے ہاں جانے پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ سفر میں تنہا جانے میں جو خدشات ہو سکتے ہیں وہ پُرامن حالات میں ایک محلے کے اندر جانے میں بنیاد نہیں بن سکتے۔ لیکن ان تمام معاملات میں مسئلے کا حل قانونی حقوق کے مطالبات سے نہیں ہو سکتا۔ قرآن و حدیث سے تعلق اور تعلیم و تبادلۂ خیالات کے ذریعے ہی اس کی اصلاح کی جا سکتی ہے۔ (ا-ا)

طلاق مکرہ کا مسئلہ

محترم جناب ڈاکٹر انیس احمد نے جو جواب دیا ہے (ستمبر ۲۰۰۱ء) اس کا سوال کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ سوال میں کہا گیا ہے کہ ''لڑکے نے لڑکی کے گھر والوں اور اپنے وارثوں کی موجودگی میں یہ کہہ کر

کہ چونکہ لڑکی بھی رہنے پر راضی نہیں اور اس کے والدین بھی رضامند نہیں، تین طلاقیں زبانی اور تحریری دے دیں۔ اس واقعے کے ساتویں روز اس نے اپنے دوستوں کے ہمراہ لڑکی کو کالج سے اغوا کرلیا''۔ سوال کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں گھرانوں کے افرادِ کی موجودگی میں لڑکے نے تین طلاقیں بغیر ''اکراہ و اجبار'' کے دی تھیں لیکن اس سوال کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ: ''اگر لڑکے نے دباؤ اور خوف کی بنا پر لڑکی کو طلاق دی تو طلاق واقع نہیں ہوئی اور نکاح برقرار رہا۔ اس صورت میں دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں''۔

طلاق مکرہ کا مسئلہ اختلافی ہے۔ ائمہ ثلاثہ اور جمہور فقہا محدثین کی رائے یہ ہے کہ مکرہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی اور اس کا نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا لیکن امام ابوحنیفہؒ کی رائے یہ ہے کہ یہ طلاق واقع ہو جاتی ہے اور نکاح برقرار نہیں رہتا۔ دونوں آرا کے دلائل فقہ اور شروح احادیث کی کتابوں میں بیان کیے گئے ہیں جن کے ذکر کرنے کا یہ موقع نہیں ہے۔ البتہ مجھے اس مسئلے میں ائمہ ثلاثہ اور جمہور فقہا کی رائے قوی اور صائب نظر آتی ہے۔ لیکن زیرِغور سوال تو طلاق مکرہ سے متعلق نہیں ہے۔ اگرچہ مطلق دباؤ، دھمکی اور ڈرانے کو شرعاً اکراہ نہیں کہا جا سکتا مگر یہاں پر تو دبانے، ڈرانے اور دھمکی دینے کا ذکر بھی نہیں ہوا۔ صرف مفروضے کے طور پر بغیر اکراہ کے دی گئی طلاق کو طلاق مکرہ قرار دینا تو سمجھ میں آنے والی بات نہیں ہے۔ اس بارے میں جب کسی نے سوال کیا تو اکتوبر کے شمارے میں جواب یہ دیا گیا ہے کہ: ''فقہی معاملات میں نصوص و اصول کی روشنی میں ایک سے زائد آرا کا امکان ہمیشہ رہتا ہے''۔

نصوص و اصول کی تعبیر یا انطباق میں اجتہاد و فقاہت کی صلاحیت رکھنے والوں کے درمیان آرا کا اختلاف تو ہوسکتا ہے اور فقیہ و راسخ العلم شخص کو حق حاصل ہے کہ ان آرا میں سے کسی رائے کو اختیار کر لے، لیکن بغیر اکراہ کے دی گئی طلاق کے واقع ہونے میں آرا کا اختلاف نہیں ہے بلکہ اتفاق ہے۔

(۲) تین طلاقیں جب ایک مجلس میں دی گئی ہوں تو ائمہ اربعہ اور جمہور کی تحقیق کے مطابق تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں البتہ بعض فقہا کے نزدیک مجلس واحدہ میں دی گئی تین طلاقیں ایک ہی طلاق شمار ہوتی ہے اور عدت کے دوران رجوع کیا جا سکتا ہے۔ اگر محترم ڈاکٹر صاحب ائمہ اربعہ اور جمہور کی تحقیق کو نظرانداز کر کے بعض اہل علم کی شاذ رائے کو پسند کرتے ہیں تو ضرور کریں لیکن انھوں نے تو مطلقاً عدم وقوع کا ذکر کیا ہے اور دلیل یہ دی ہے کہ دباؤ اور خوف کی وجہ سے دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی حالانکہ سوال میں دباؤ کا ذکر نہیں کیا گیا۔ (مولانا گوہر رحمان)